بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسیحی نقطۂ نظر سے "مشن" فروغِ مسیحیت کے لیے باضابطہ، منظّم اور اجتماعی کاوش کا نام ہے۔ اسی نظم اور اجتماعیت کا نتیجہ ہے کہ دورِ جدید کی مشنری تحریک سے وابستہ افراد نے اپنی تنظیمی ضرورتوں کے تحت نہ صرف اپنے اپنے میدانِ کار میں اپنی کارکردگی کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے، بلکہ جن خطوں میں اُنہوں نے تبشیری کام کیا، اُن کی تاریخ و ثقافت، زبان و ادب اور مذہب و سیاست پر بھی خوب خوب دادِ قلم دی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مسیحی مشنریوں نے تمام معاملات کو اپنے "محدود" اور "مخصوص" زاویۂ نگاہ سے دیکھا ہے۔ غیر مسیحی تہذیبوں اور مذہبوں کے بارے میں اُن کے ہاں کوئی فراخ دلی نہیں پائی جاتی، تاہم استعماری دور کے خاتمے کے ساتھ غیر مسیحی مذاہب کے بارے میں مغرب کے مسیحی حلقوں کی سوچ میں کچھ تبدیلی آئی ہے جس کا ایک مظہر مکالمہ بین المذاہب کا فروغ ہے۔

دورِ جدید کی مشنری تحریک کا آغاز اگر ولیم کیری کے تبشیری منشور An Enquiry Into the Obligations of Christians to Use Means for the Conversion of the Heathen (وسائل بروئے کار لاتے ہوئے غیر مسیحی دُنیا کو حلقۂ مسیحیت میں لانے کے لیے مسیحیوں کی ذمہ داریاں: ایک استفسار) کی اشاعت -۱۷۹۲ء- سے مانا جائے تو گزشتہ دو صدیوں کے عرصے میں ایک مسیحی مشنری کی تعلیم و تربیت میں زمین آسمان کا فرق پڑ چکا ہے۔ ولیم کیری کو برصغیر کی سرزمین پر قدم رکھنے کے بعد جو کچھ سیکھنا پڑا، آج کا مشنری اِس کا بڑا حصّہ سیمینری سے سیکھ کر چلتا ہے۔ اُس کے سامنے اپنے "میدانِ کار" کے بارے میں وہ تمام معلومات ہوتی ہیں جو مؤثر کارکردگی کے لیے بنیادی شرط کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آج کا مغربی مسیحی مشنری اپنے پیش رووں سے کہیں زیادہ باخبر ہے اور اِس کا علمی و تحقیقی ذوق اگر اپنے پیش رووں کی نسبت زیادہ نہیں تو کسی صورت میں اِسے کم بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

وطنِ عزیز میں متعدّد غیر ملکی مشنری ادارے کام کر رہے ہیں اور اِن سے وابستہ مشنری اپنے پیش رووں کی تصنیفی روایت قائم رکھے ہوئے ہیں۔ وطنِ عزیز سے شائع ہونے والے مسیحی جرائد میں اُن کی تحریریں شائع ہوتی ہیں اور وقتاً فوقتاً اُن کے غور و فکر پر مبنی کتابیں بھی سامنے آتی ہیں۔ ماضی کی طرح وطنِ عزیز میں کام کرنے والے مشنریوں کی تحریروں کا ایک حصّہ اُن کے اپنے اپنے ممالک میں شائع ہوتا ہے۔ یہاں کے مسیحی حلقوں میں تو یہ کتابیں کسی نہ کسی طرح پہنچ ہی جاتی ہیں، مگر غیر مسیحی

اہلِ علم اِن سے بالعموم محروم ہی رہتے ہیں۔ مکالمہ بین المذاہب کا داعیہ رکھنے والے اداروں اور اشخاص نے بھی کبھی اِن کتابوں کو عام کرنے کی کوشش نہیں کی۔

گزشتہ سال راقم الحروف کو ضرورت محسوس ہوئی کہ تحریکِ آزادی (۱۸۵۷ء - ۱۹۴۷ء) میں برصغیر کی مسیحی آبادی کے کردار کا مطالعہ کیا جائے دارالحکومت اسلام آباد کے چند نمائندہ بڑے کتب خانوں کا جائزہ لینے سے خاصی مایوسی ہوئی۔ بنیادی اہمیت کی حامل کتابیں تو کُجا، عام دلچسپی کی چند کتابیں/مقالات بھی دستیاب نہ ہوسکے۔ اِس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ اِس موضوع پر آج تک کچھ لکھا ہی نہیں گیا۔ مسیحی سیاسی رہنماؤں کے کارناموں اور بحیثیت مجموعی مسیحی آبادی کے کردار پر انگریزی میں متعدّد کتابیں اور مقالات شائع ہوچکے ہیں جن کے حوالے کتابیاتی مراجع میں ملتے ہیں۔ دارالحکومت کے کتب خانوں سے مایوسی کے بعد جب مکالمہ بین المذاہب کے مقصدِ وحید کے لیے قائم کیے گئے اداروں سے رابطہ کیا گیا تو کافی کرید اور چھان پھٹک کے بعد بتایا گیا کہ ایسا کوئی مواد اُن کے ہاں موجود نہیں۔

مارچ ۱۹۹۵ء کے شمارے میں محترم حافظ نذر احمد صاحب کا مراسلہ شائع ہوا جس میں اُنہوں نے جناب جان سلومپ کے اعزاز میں شائع شدہ مجموعۂ مقالات کے بارے میں دریافت کیا ہے کہ یہ کہاں سے دستیاب ہوسکتا ہے؟ جہاں تک بازار کا تعلق ہے، شاید کتاب دستیاب نہ ہو، تاہم درآمد و برآمد کا کاروبار کرنے والا کوئی بڑا تاجر کتاب مہیا کرسکے۔ اِس کے ساتھ غالب امکان یہ ہے کہ جان سلومپ کے تعلق کے باعث کرسچن اسٹڈی سنٹر (راولپنڈی) نے کتاب حاصل کی ہو۔

مذکورہ بالا صورتِ حال کے پیشِ نظر ایک تجویز یہ سامنے آتی ہے کہ وطنِ عزیز کی بعض جامعات میں "مطالعہ پاکستان" کے خصوصی شعبے قائم ہیں۔ جو ایم - اے، ایم - فِل اور پی - ایچ - ڈی کی سطح کا تحقیقی کام کرنے کا داعیہ رکھتے ہیں۔ اگر اِن خصوصی شعبوں میں دوسرے کورسوں کے ساتھ "اقلیّات پاکستان" اور اِن کی تاریخ و ثقافت پر ایک کورس رکھ دیا جائے تو شاید دوسری اقلیّتوں کے ساتھ پاکستانی مسیحیوں کی تاریخ و سیاست اور ثقافت پر کتابوں کی مارکیٹ پیدا ہوگی اور بازار کے راستے ہمارے کتاب خانوں میں اِس اہم موضوع پر کچھ ذخیرہ جمع ہوجائے گا۔ (مدیر)